حصۂ غزل

۱

غزل ۱: خواجہ میر درد

اس غزل کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- پڑھے گئے متن کے کسی حصے کو دہراتے ہوئے حوالوں اور دلائل کے ساتھ اظہارِ رائے کرتے ہوئے متعلقہ حصے پر جزئیات کے ساتھ تبصرہ پیش کر سکیں۔
- کسی نظم (منظوم کلام) میں موضوعات کی شناخت کرتے ہوئے شاعر / مصنف اور قارئین کے نقطۂ نظر کے ساتھ اس کی وضاحت کے لیے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔
- مختلف سامعین اور مقاصد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کسی بھی موضوع پر اشعار اور حوالوں کے ساتھ کم از کم ۳۵۰ الفاظ پر مشتمل تقریر لکھ سکیں۔
- اصنافِ نظم کے محاسن (علم بیان) کو شناخت کر سکیں۔

خاص الفاظ	جگ	مُسیحائی	آہ و زاری	عاشق مزاج	قِصّہ مختصر
	اِدھر اُدھر	نالہ	سَو سَو طرح سے	مَر دیکھا	آنکھ بھر دیکھا

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو متن پڑھ کر حوالوں اور دلائل کے ساتھ متعلقہ حصے پر جزئیات کے ساتھ تبصرہ کرنے کے حوالے سے آگاہ کریں۔
- لغت اور تھیسارس کو استعمال کرنے کے طریقے سے آگاہ کریں۔

پڑھیں

پڑھنے سے پہلے پوچھیں

صوفی شاعر کسے کہتے ہیں اور تصوف کیا ہوتا ہے؟

جگ میں آ کر اِدھر اُدھر دیکھا
تُو ہی آیا نظر، جدھر دیکھا

جان سے ہو گئے بدن خالی
جس طرف تُو نے آنکھ بھر دیکھا

نالہ، فریاد، آہ اور زاری
آپ سے ہو سکا، سو کر دیکھا

اُن لبوں نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سَو سَو طرح سے مر دیکھا

زور عاشق مزاج ہے کوئی
دردؔ کو، قصّہ مختصر، دیکھا

(دیوان: میر دردؔ)

خواجہ میر دردؔ (۱۷۱۹ء۔۱۷۸۵ء)

نام خواجہ میر، تخلص دردؔ تھا۔ والد کا نام خواجہ محمد ناصر عندلیب تھا۔ والد کا رجحان بھی شعر و شاعری کی طرف تھا۔ اُن کا دیوان **"نالۂ عندلیب"** کے نام سے مشہور ہے۔ دردؔ کی تعلیم و تربیت میں ان کے والد کا بھی بہت حصّہ ہے۔ وہ ۲۸ برس کی عمر میں دنیا چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ سلطنتِ مغلیہ کے زوال اور ملکی انتشار کے باعث جب اکثر شعرا دِلّی کو چھوڑ کر دوسرے شہروں کی طرف چلے گئے تو ان حالات میں دردؔ واحد شاعر تھے جو ہر حال میں وہاں موجود رہے اور زندگی کے آخری لمحات دِلّی کی اسی بارہ دری میں گزارے، جہاں اُن کا قیام رہا تھا۔

دردؔ کو موسیقی سے بھی بہت شغف تھا۔ وہ خود اِس فن میں صاحبِ کمال تھے۔ ان کے مکان پر ہر ماہ محفلِ سماع منعقد ہوتی تھی جس میں بڑے بڑے قوال اور ماہرینِ فن جمع ہوتے اور اپنا کمال دکھاتے۔ دردؔ کی شاعری ان کی حقیقی زندگی کا عکس معلوم ہوتی ہے۔ وہ اُردو کے سب سے بڑے صوفی شاعر تھے۔ ان کی شاعری تصوف کے سنجیدہ مسائل کے باوجود سادگی اور معنی آفرینی کے جوہر سے مالا مال ہے۔ ان کے یہاں بے تکلفی اور بے ساختہ پن نظر آتا ہے۔ اثر پذیری اور درد مندی ان کا خاص وصف ہے۔ ان کا دیوان اگرچہ مختصر ہے لیکن سراپا درد ہے۔

مشق

۱۔ درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں:

الف۔ محبوب جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟

ب۔ جگ میں آکر شاعر کس نتیجے پر پہنچا؟

ج۔ نالہ، فریاد، آہ اور زاری ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا اس شعر کا مرکزی خیال لکھیں۔

د۔ شاعر کو اپنے محبوب سے کیا شکایت ہے؟ بہ حوالہ شعر ۴

ز۔ شاعر نے قصہ مختصر کرنے کا کیوں کہا؟ بہ حوالہ شعر ۵

۲۔ پڑھی گئی غزل کے درج ذیل حصے کو دہراتے ہوئے حوالوں اور دلائل کے ساتھ اظہار رائے کرتے ہوئے متعلقہ حصے پر جزئیات کے ساتھ تبصرہ پیش کریں:

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا
تُو ہی آیا نظر ، جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی
جس طرف تُو نے آنکھ بھر دیکھا
نالہ، فریاد، آہ اور زاری
آپ سے ہو سکا، سو کر دیکھا

۳۔ تصوف کی روایات اور موضوعات کی مناسبت سے خواجہ میر درد کا نام بہت اہم ہے۔ میر درد کی اس غزل میں موضوعات کی شناخت کرتے ہوئے شاعر/مصنف اور قارئین کے نقطۂ نظر کے ساتھ اس کی وضاحت کے لیے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔

۴۔ طلبہ "یومِ اقبال" کے مقاصد اور سامعین کی دلچسپی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، مختلف اشعار، حوالہ جات کی مدد سے کم از کم ۳۵۰ الفاظ پر مشتمل تقریر لکھیں، اور صبح کی اسمبلی میں سنائیں۔

اصنافِ نظم کے محاسن: (علم بیان: تشبیہ، استعارہ، کنایہ، مجاز مرسل)

i۔ تشبیہ اور ارکان تشبیہ

تشبیہ کے لفظی معنی ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا یا مثال دینا۔ علم بیان کی رو سے ایک چیز کسی مشترک خوبی کی بنا پر دوسری چیز کی مانند قرار دیا جائے۔ جب کہ وہ خوبی دوسری چیز میں زیادہ پائی جاتی ہو تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً: چشمے کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا ہے۔

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

تشبیہ کے پانچ ارکان ہوتے ہیں:

مشبہ: جس کو تشبیہ دی جائے۔ جیسے اوپر دی گئی مثالوں میں پانی اور ہستی

مشبہ بہ: جس سے تشبیہ دی جائے۔ جیسے اوپر دی گئی مثالوں میں برف اور حباب

حرفِ تشبیہ: وہ حروف جو تشبیہ دینے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے اوپر دی گئی مثالوں میں کی طرح، کی سی

وجہِ تشبیہ: وہ مشترک خوبی جسے واضح کرنا مقصود ہو۔ جیسے اوپر دی گئی مثالوں میں ٹھنڈک، عارضی یا نازک پن

غرض تشبیہ: وہ مقصد جس کے لیے تشبیہ دی جائے۔ جیسے اوپر دیے گئے شعر میں پانی کا ٹھنڈا ہونا، زندگی کا عارضی یا نازک ہونا

ii۔ استعارہ اور ارکانِ استعارہ

استعارہ کے لفظی معنی ادھار لینے کے ہیں۔ علم بیان کی رو سے جب کوئی لفظ اصل کی بہ جائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اس کے حقیقی اور مجازی معنوں کا میں تشبیہ کا تعلق ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ تشبیہ میں جو بات مشبہ میں ہوتی ہے اس کا ذکر استعارہ میں نہیں ہوتا۔ لیکن استعارہ میں مشبہ بہ کو مشبہ مان لیا جاتا ہے۔ مثلاً: ماں اپنے بچے کے لیے کہے: چاند سو رہا ہے۔

ایک روشن دماغ تھا نہ رہا
شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا

ارکان استعارہ: استعارہ کے تین ارکان ہوتے ہیں۔

الف۔ مستعار لہ: جس کے لیے لفظ اُدھار لیا جائے اس کا ذکر استعارے میں نہیں ہوتا۔ اوپر دی گئی مثالوں میں بچہ اور عظیم شخصیت (مرزا غالبؔ) بہ طور مستعار لہ کے استعمال ہوئے ہیں۔

ب۔ مستعار منہ: جو لفظ یا معنی اُدھار لیے جائیں۔ اوپر دی گئی مثالوں میں چاند اور روشن چراغ

ج۔ وجہ جامع: مشترک خوبی یا خامی، اوپر دی گئی مثالوں میں خوب صورتی اور علم کی روشنی۔

iii۔ کنایہ

کنایہ کے لغوی معنی چھپی ہوئی، پوشیدہ یا مبہم بات کے ہیں۔ جب کوئی لفظ حقیقی کی بہ جائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہو کہ اس سے حقیقی معنی بھی مراد لیے جا سکیں۔ مثلاً: بال سفید ہو گئے مگر عادتیں نہ بدلیں۔ یہاں بال سفید ہونا سے مراد عمر کا زیادہ ہونا ہے۔

اُسے کالے نے کاٹا سے مراد سانپ نے کاٹا۔

کنایہ کی چھے اقسام بتائی جاتی ہیں: کنایہ قریب، کنایہ بعید، تلویح، تعریض، رمز، ایما

iv۔ مجاز مرسل:

اگر کسی لفظ کو حقیقی کی بہ جائے مجازی (غیر حقیقی) معنوں میں استعمال کیا جائے اور دونوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو تو اُسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔ مجاز مرسل کے استعمال کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(i) جزو کہ کر کُل مراد لینا۔ مثلاً انسان کی زندگی چار دن کی ہے۔

(ii) کُل کہ کر جُزو مراد لینا۔ مثلاً احمد لاہور میں رہتا ہے۔

(iii) ظرف کہ کر مظروف مراد لینا۔ مثلاً اکرم نے بوتل پی۔

(iv) مظروف کہ کر ظرف مراد لینا۔ مثلاً چائے چولھے پر رکھی ہے۔

(v) سبب بول کر مسبب مراد لینا۔ مثلاً آج تو بادل خوب برسے ہیں۔

(vi) مسبب بول کر سبب مراد لینا۔ مثلاً دریا بہہ رہا ہے۔

(vii) ماضی بول کر حال مراد لینا۔ مثلاً کسی ریٹائرڈ پرنسپل کو اب بھی پرنسپل کہنا۔

(viii) مستقبل بول کر حال مراد لینا۔ مثلاً میڈیکل کے طالب علم/طالبہ کو ڈاکٹر کہہ کر پکارنا۔

۵۔ تشبیہ، استعارہ، کنایہ اور مجاز مرسل کے استعمال کے دو دو اشعار لکھیں۔

سرگرمی

درج ذیل میں سے تشبیہ، استعارہ، کنایہ اور مجاز مرسل کی شناخت کریں:

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

اور لے آئے بازار سے اگر ٹوٹ گیا
ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے

پلکوں سے گر نہ جائیں یہ موتی سنبھال لو
دنیا کے پاس دینے والی نظر کہاں

کہا میں نے کتنا ہے گُل کو ثبات
کلی نے یہ سُن کر تبسم کیا

سنگ زنی کی گُل کے بدلے
دیں صلواتیں قُل کے بدلے

ایک روشن دماغ تھا نہ رہا
شہر میں ایک چراغ تھا نہ رہا

کچھ کرو فکر مجھ دیوانے کی
دھوم ہے پھر بہار آنے کی

جس سر کو غرور آج ہے یاں تاج وری کا
کل اُس پہ یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اُودے اُودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن

کتنا ہے بدنصیب ظفرؔ دفن کے لیے
دو گز زمیں نہ ملی کُوئے یار میں